قومی کمیٹی برائے دینی مدارس

کی ——— مولانا عبدالشکور ترمذی ساہیوال سرگودھا

خدمت میں

دینی مدارس کے تشخص اور مقاصد وافادیت کو تباہ نہ کیجئے

بگرامی خدمت جناب اراکین قومی نصاب کمیٹی برائے دینی مدارس !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بعد سلام مسنون دینی مدارس کے نصاب تعلیم میں تبدیلی اور سرکاری مدارس کیساتھ اس نصاب کی ہم آہنگی کا مسئلہ بڑا غور طلب اور اہم مسئلہ ہے اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر چند گذارشات پیش کی جاتی ہیں جن کا اس مسئلہ کے طے کرتے وقت پیش نظر رکھنا اشد ضروری ہے ۔

۱۔ دینی مدارس کا اصل مقصد قرآن وحدیث اور تفسیر وفقہ دینی علوم میں کامل مہارت کا پیدا کرنا اور علوم دینیہ میں تفقہ کا درجہ حاصل کرنا ہے اور اس معیاری علم کے حاصل کرنے کے لئے بڑی محنت اور یکسوئی کی ضرورت ہے ۔ اس لئے ماہرین تعلیم اور تجربہ کار علماء دین نے طلباء علوم دین کے لئے علم کے اکتساب تحصیل کے زمانہ میں کسی ایسی چیز کیطرف توجہ کرنے کو سخت مضرت رساں سمجھا ہے ۔ جس سے طالب علم کی توجہ طلب علم سے ہٹ کر دوسری کسی جانب لگ جانیکا اور اکتساب علم میں خلل انداز ہونیکا اندیشہ ہو ۔

۲۔ عقل اور تجربہ سے یہ ثابت ہوچکا ہے کہ ایک وقت میں دو کاموں کیطرف پوری توجہ نہیں دی جاسکتی ۔ دینی علوم کیساتھ دنیاوی علوم وفنون حاصل کئے جائیں گے تو توجہ تقسیم ہوکر یکسوئی فوت ہوجائے گی ۔ اس طرح علوم دینیہ میں کمال اور مہارت پیدا کرنے کیطرف پوری دلچسپی باقی نہیں رہ سکتی ۔ اور دینی مدارس کے قیام کا مذکورہ اصل مقصد کماحقہ حاصل نہیں ہوسکتا ۔

۳۔ عالم دین کے لئے منشی فاضل مولوی فاضل کے امتحان کو بھی ماہرین علوم دینیہ نے اس لئے پسند نہیں کیا، کہ پھر وہ اسکولوں کی تلاش اور وہاں کے محدود نصاب کی تعلیم میں مشغول ہوکر علمی استعداد روزافزوں ترقی کے اضافہ سے

محروم ہوجائے گا۔ اسکی ایک دو نہیں سینکڑوں مثالیں موجود ہیں کہ دینی مدارس کے ذہی استعداد فضلاء نے سرکاری امتحان دیکر اپنی تمام عمر سرکاری اسکولوں میں گذار دی اسطرح اپنی علمی استعداد اور قابلیت کو وہاں کے محدود نصاب میں گم کر دیا۔ اگر وہ دینی مدارس میں کام کرتے تو یقیناً انکی استعداد اور قابلیت زیادہ ترقی کر جاتی اس مشاہدہ کے خلاف کوئی شاذ و نادر ہی مثال مل سکے گی۔

۴۔ ہمارے دینی مدارس میں جو نصاب درس نظامی کے نام سے رائج ہے اس میں قرآن وحدیث اور تفسیر وفقہ کی کتابیں ہی اصل مقصود ہیں اور باقی دوسرے علوم وفنون کی کتابیں ان علوم مقصودہ کی معاون اور مددگار ہیں اگرچہ بعض کو سطحی نظر سے بعض کتابوں کا علوم دینیہ سے تعلق ظاہر نہیں ہوتا۔ غور سے دیکھا جائے تو درس نظامی کی سب کتابوں کو ان علوم مقصودہ سے کسی نہ کسی قسم کا تعلق حاصل ہے۔

۵۔ یہ نصاب برس ہا برس سے دینی مدارس میں رائج ہے۔ اسکی افادیت وجامعیت کا عرصہ دراز سے تجربہ ہو رہا ہے اور دینی مقاصد کے حصول اور دینی علوم میں مہارت پیدا کرنے کے لئے یہ نصاب اپنی نظیر نہیں رکھتا اور اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے اس کا ثانی اور بدل کوئی نہیں ہو سکتا۔ گذشتہ صدیوں کے وہ نام علماء وصلحاء جنہوں نے اس نصاب کے ذریعہ اپنی علمی تکمیل کی اور پھر تمام عمر اسی کی خدمت میں گذار دی س نصاب کے کامیاب اور مفید مقصد ہونیکی وہ واقعاتی اور تجرباتی دلیل ہے جسکو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ ماضی قریب بں بھی اس نصاب سے استفادہ کرنیوالوں میں شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، مولانا عبدالرحیم رائے پوریؒ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ مولانا حسین احمد مدنیؒ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ مولانا فتی محمد شفیع دیوبندیؒ مولانا محمد یوسف بنوریؒ وغیرہ وغیرہ کے چند اسمائے گرامی نمونہ مشتے از خروارے ے طور پر پیش کئے جا سکتے ہیں۔ متذکرہ علماء کرام کے معیاری علم وفضل کی نظیر نہ یہ کہ صرف پاک وہند میں ستیاب نہیں ہو سکتی بلکہ پوری دنیائے اسلام میں بھی بہت ہی کمیاب ہے۔ اس درجہ کے علم وفضل احاصل ہونا اسی نصاب کا مرہون منت ہے، جسکا دنیا نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا ہے۔ اور جو صدیوں سے آزمایا ہوا اور تجربہ شدہ ہے۔

۶۔ ہمارے سامنے ایسے مدارس عربیہ کی مثالیں موجود ہیں جن میں دینی مقاصد کے حصول کے ساتھ دنیاوی مقاصد کے حصول کیلئے درس نظامی میں ترمیم کر کے زمانہ حاضرہ کی بعض ضروریات کی تحصیل کیلئے بعض نئے فنون کی کتابیں داخل نصاب کر دی گئی ہیں۔ مگر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دنیاوی مقاصد غالب آگئے اور دینی مقاصد مغلوب ہو کر رہ گئے اور دنیا نے دیکھ لیا کہ اپنے نصاب کے ذریعہ دینی علوم کے ماہر معیاری ایسے علماء تیار نہیں ہو سکے جسطرح کے درس نظامی سے تیار ہوتے رہے ہیں۔

۷۔ ان مفاسد اور مضرتوں کے علاوہ اصولی طور پہ یہ بات ذہن نشین رہنی بہت ضروری ہے کہ یہ مدارس دینی ہیں ان کا قیام خالصتہً دینی مقاصد کے حصول کے لئے عمل میں لایا گیا ہے ۔ اس لئے ان کے نصاب کو ایسے علوم و فنون سے قطعی طور پہ محفوظ رکھنا ضروری ہے جن سے دینی مقاصد کے حصول میں کمی اور خلل کا خطرہ ہو۔ اور دنیاوی فنون کے داخلِ نصاب ہونے سے یہ قوی خطرہ ہے کہ دینی تعلیم میں نقصان واقع ہوگا ۔ اس لئے کہ دینی ترقی کی بجائے دنیاوی ترقی کی طرف عام طور پہ زیادہ میلان ہوتا جا رہا ہے ۔ اس طرح یہ درس گاہیں بھی دینی تعلیم کی بجائے دنیاوی تعلیم گاہوں میں تبدیل ہو کر رہ جائیں گی اور طالبِ دین طالبِ دنیا بن جائیں گے ۔ پھر جو حشر کالجوں میں دینیات کا ہو رہا ہے وہ ان مدارس میں ہونے لگے گا ۔

۸۔ جسطرح ماہرینِ تعلیم کے مشوروں کے مطابق تعلیم کے مختلف شعبوں ڈاکٹری اور قانون وغیرہ کی تعلیم کیلئے الگ الگ کالج قائم کئے ہوئے ہیں اور سب شعبوں کے لئے تعلیم کا یکجا انتظام ممکن نہیں اور نہ ہی ہر شعبہ میں تعلیم کا حاصل کرنا ضروری ہے جبکہ جس شخص کو جس شعبہ کے فن کے ساتھ طبعی مناسبت اور دلچسپی ہوتی ہے وہ اپنے پسند کے کالج میں داخلہ لے لیتا ہے ۔ اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ملک و ملت کی بقا اور اسلام اور اسلامیات کے تحفظ کیلئے دینی مدارس کا تشخص اور ان کا موجودہ علیحدہ نظام اور طریق تعلیم مع اپنے مخصوص نصاب کے قائم رہنا بہت ضروری ہے تاکہ ان میں قانون اسلام کے اپنے ماہرین پیدا ہوتے رہیں جو تمام عمر یکسوئی کے ساتھ ہمہ تن مشغول رہ کر دین کیلئے دین کے شعبہ میں کام کرتے رہیں ، اور دین کی خدمت کے لئے اسی دین کے شعبہ کو مخصوص کر لیں ۔

۹۔ مقصد یہ ہے کہ ملک کی ضروریات میں جسطرح یہ بات داخل ہے کہ ہر شعبہ اور فن کے ماہرین کی جماعت ملک میں تیار ہوتی رہے اور اس کے لئے الگ الگ کالج قائم ہیں ۔ اس طرح دینی مدارس کا اپنے خاص نصاب کے ساتھ باقی رکھنا بھی ملک و ملت کی ایک مذہبی ضرورت اور اہم فریضہ ہے ۔ اس لئے کہ دینی مدارس کے ذریعہ پیدا ہونے والے خالص " ملاؤں " سے بھی ملک و ملت کی بقاء اور تحفظ اسلام کا فریضہ انجام پا رہا ہے ۔ ان ملاؤں کے پیدا کرنے والی درسگاہوں کا وجود بھی ملک و ملت کیلئے اتنا ہی ضروری ہے ۔ جتنا کہ دوسرے مروجہ علوم و فنون کی درسگاہوں کا ملک میں ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے ۔

۱۰۔ اگر ہماری حکومت کو دینی مدارس کے فارغ التحصیل علماء کی مالی مشکلات کا مداوا پیش نظر ہے ۔ اور معاشرہ میں ان کا مقام بلند کرنا منظور ہے اور وہ دینی مدارس کو ہمدردی اور تعاون کا حقدار سمجھتی ہے تو مدارس دینیہ کے نصاب میں مروجہ فنون کی پیوندکاری اور نصاب میں تبدیلی کی بجائے (جس سے ان مدارس کی مقصدیت اور افادیت کو نقصان پہنچنے کا شدید خطرہ ہے ۔) ان ہی مدارس کے نصاب کی تکمیل اور سند یافتہ علماء کو سرکاری مدارس میں

باقی ص پہ